International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

The Effect of Name on Personality and the Events of Name Change in Prophet's Biography

نام کا شخصیت پر اثر اور نبی کریم ﷺ کے تبدیلی نام کے واقعات

Muhammad Aslam Rabban
Assistant Professor, Govt Graduate College Dask
Doctoral Candidate, Islamic Institute & Shariah, Muslim Youth University Islamabad, Email: rabbanimuhammadaslam@gmail.com
Wajid irshad
PhD Scholar Gift University Gujranwal
wajid.babber018@gmail.com

"Name" has great importance in Islam. A name reflects any personality. The effects of the name on the personality are visible, that's why Islam has always given importance to good names. The Holy Prophet also suggested good names and changed bad names. In this assignment, the same article "Effects of Name on Personality" is highlighted. I have given the content here regarding Quran and Hadith, which is very comprehensive and comprehensive.

Keyword- Name, Personality, Holy Prophet, Quran, Hadith.

ایک 'نام'، جب دیا جاتا ہے، ایک خاص کردار کا ابتدائی تعارف ہوتا ہے جس کا مطلب فطری اور سماجی طور پر واضح ہوتا ہے۔ کسی بھی مذہب یا قوم میں بھی نام کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام نے اس موضوع پر مزید روشنی ڈالی ہے۔؛ تو اسلام نے اس پہلو کو جو خصوصیت اور اہمیت دی ہے وہ کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ ناموں کے حوالے سے حدیث اور فقہ کی کتابوں میں بہت سی دستاویزات موجود ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر علماء اور فقہاء نے اس کے لیے الگ الگ ابواب اور عنوانات بنائے ہیں۔

کیونکہ کوئی بھی نام پہلے تعارف کی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ اس شخص کے مذہب اور نظریات کے ساتھ ساتھ اس شخص کے مذہب اور عقائد کو ظاہر کرنے میں بھی واضح کردار ادا کرتا ہے۔ اسی اہمیت کی وجہ سے اس نام کی اہمیت کو ایک درجہ کہا گیا؛ اس کے ذریعے انسان کو باطل مذاہب اور فرقوں سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ ان خصوصیات کی وجہ سے اسلامی نام ایک انمول نعمت کا درجہ رکھتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام فانی دنیا میں آئے تو فرشتوں نے انسانی جسم کو دیکھا اور اپنے رب سے کہا:

﴿أَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾(1)

ترجمہ: ''کیا آپ ایسا خلیفہ بنائیں گے جو ملک میں کرپشن پھیلائے اور خون بہائے؟''۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَنْبِئُوْنِیْ بِأَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُم صادقين﴾(2)

ترجمہ: اگر آپ درست ہیں تو ان حقائق کو بیان کریں۔۔

ابن عطا کہتے ہیں کہ خدا نے آدم (علیہ السلام) کو فرشتوں کے ناموں سے تعظیم کرتے ہوئے دکھایا اور یہ واضح ہے۔(3)

اسی طرح اللہ پاک نے اپنے پیغمبر حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے نام سے فضیلت کا بیان ہے:

1: البقرۃ: ۳۰۔

2: البقرۃ: ۳۱۔

3: قرطبیؒ، شمس الدین، محمد بن احمد بن ابو بکر، قرطبیؒ، دار الکتب العلمیہ بیروت 2007ء۔۔: ۱/۱۴۶۔

International Journal of Islamic Studies & Culture ISSN-2709-3905
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

﴿لَمْ نَجْعَلْ لَہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا﴾

"یعنی یحییٰ سے پہلے کوئی بھی اس کے نام کا شریک نہ تھا(بلکہ یہ ان کا خصوصی اور امتیازی نام ہے)"۔

اس سے معلوم ہوا کہ نام شریعت میں عظیم نعمت ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ نام شریعت میں بہت بڑی نعمت ہے۔

اس لیے اسلام نے بچے کی پیدائش سے ہی والدین پر جو حقوق عائد کیے ہیں ان میں سے ایک حق بچے کی نیک نامی کا خیال رکھنا ہے اور یہ وہ حق ہے جس سے ہم اس واقعہ کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص خلیفہ ثانی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی نافرمانی کی شکایت کرنے آیا، تو عمر رضی اللہ عنہ اسے لے آئے اور کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟"کیا تم اپنے باپ کی نافرمانی کر رہے ہو، پھر اس لڑکے نے حضرت عمرؓ سے کہا: کیا بیٹے کا اپنے باپ پر حق ہے؟

چنانچہ ہمارے آقا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

"نَعَمْ، حَقُّهٗ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَنْجِبَ أُمَّهٗ، وَيُحْسِنَ اسْمَهٗ وَيُعَلِّمَهُ الْكِتَابَ"،

(ہاں، باپ کے بیٹے پر بہت سے حقوق ہیں، (جن میں سے کچھ یہ ہیں:) باپ کو چاہیے کہ اپنے بیٹے کے لیے اچھی ماں تلاش کرے، (اگر اس کا بیٹا ہے)، اچھی شہرت کے ساتھ، (اور اسے کتاب سکھائے)) تو بیٹے نے کہا:

"فَوَاللهِ مَا اسْتَنْجَبَ أُمِّيْ وَمَا هِيَ اِلَّا سَنَدِيَّةٌ اشْتَرَاهَا بِأَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، وَلَا حَسَّنَ اسْمِيْ، سَمَّانِيْ جُعَلاً، وَلَا عَلَّمَنِيْ مِنْ كِتَابِ اللهِ آيَةً وَاحِدَةً"،

ترجمہ: "خدا کی قسم میرے باپ نے میرے لیے کبھی بھی اچھی ماں کا انتخاب نہیں کیا۔ میری ماں میرے والد کی لونڈی ہے جسے میرے والد نے چار سو درہم میں خریدا تھا۔ میرے والد مجھے "جوال" (جس کا مطلب ہے بد صورت کالا) کہتے تھے، جو بالکل بھی اچھا نام نہیں ہے، اور میرے والد نے مجھے قرآن نہیں پڑھایا تھا۔ کوئی آیت وغیرہ نہیں پڑھائی۔"۔

پھر عمر نے اسکے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کا بیٹا آپ کی نافرمانی کر رہا ہے اور آپ کے حقوق کو پامال کر رہا ہے؟!! پھر اس نے تیز لہجے میں اس سے کہا: قُمْ عَنِّيْ "(یعنی) اُٹھو یہاں سے نکل جاؤ"۔(1)۔

اس روایت سے ہمیں نام کی اہمیت کا ایک اچھے طریقے سے اندازہ ہوا کہ نام رکھنا کتنا نازک کام ہے، امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس حق تلفی کی وجہ پر اس کے والد کی تمام شکایتوں کو معدوم کہا۔

ایک اور حدیث کی روایت میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ وُلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهٗ وَ أَدَّبَہٗ"،(2)

"اگر بچہ پیدا ہو تو اس کا نام سنواریں اور اسے اچھے اخلاق سکھائیں"۔

علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

محققین اس بات پر متفق ہیں کہ نام رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔۔(3)

علامہ ماوردی لکھتے ہیں:

"فَاِذَا وُلِدَ الْمَوْلُوْدُ، فَاِنَّ مِنْ أَوَّلِ كَرَامَاتِہٖ لَہٗ وَ بِرِّہٖ بِہٖ أَنْ يُحَلِّيَهٗ بِاسْمٍ حُسَنٍ الخ"،(4)

یعنی "جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے لیے سب سے پہلا کام اس کا اچھا (اسلامی) نام رکھنا ہے۔

1: سمرقندی، نصر بن محمد بن ابراہیم ابو اللیث، تنبیہ الغافلین دار البراق مصر 2011ء، ص: ۴۶۔

2: بیہقی، احمد بن الحسین، امام، الاعتقاد للبیہقی، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2008، ص: ۸۱۴۵۔

3: اندلسی، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، مراتب الاجماع، دار الفکر بیروت 2006ء، ص: ۲۴۹۔

4: رازی، زید الدین، محمد بن ابو بکر، تحفۃ الملوک، دار البشائر اسلامیہ 2008ء، ص: ۱۶۶۔

ایک اچھا نام بچے کیلئے پہلا تحفہ قرار دیا گیا:

کسی بھی شخصیت کی پہلی پہچان اسکے نام سے ہوتی ہے جس نام سے اسکو پکارا یا یاد کیا جاتا ہے ۔گھر، دفتر، ادارے اور محلے وغیرہ میں اسکو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسکی مثال یہی ہے کہ جیسے ایک کتاب کی پہچان اسکے ایک خاص نام سے ہوتی ہے ۔اکثر اوقات نام انسان کی تہذیب و ماحول کی عکاسی کرتا ہے ۔اگر نام اچھا ہو تو انسان کا ضمیر بھی جھنجوڑتا ہے کہ اچھے نام کی مناسبت سے اچھا نام کیا جائے۔

لهذا اب ایک والد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچے کا نام اچھا رکھے۔یہ والد کی جانب سے اپنے بچے کو وہ پہلا تحفہ ہے جس کو بچے نے ساری عمر اپنے ساتھ رکھنا ہے ۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا :

اَوَّلُ مَا يُنْحِلُ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ اِسْمُهٗ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ

یعنی آدمی کا سب سے پہلا تحفہ اپنے بچے کو ایک اچھا نام دینا ہے، سو! چاہئے کہ اُس کا کوئی اچھا سا نام دے ۔ (1)

روزِ قیامت نام سے ہی پکارا جائے گا:

ایک اچھے یا بُرے نام کا تعلق محض اس فانی دُنیاوی زندگی تک محدود ہر گز نہیں ہے بلکہ جب روزِ قیامت میدانِ حشر ہو گا ہو گا تو اُس وقت ہر شخص کو اسی نام سے اللہ پاک کی جناب میں بلایا جائے گا جس نام سے اُس شخص کو دنیا میں پکارا جاتا تھا۔

جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں سے اور تمہارے آباءواجداد کے ناموں سے پکارا جائے گا، لہٰذا اپنے اچھے نام (اسلامی اور مذہبی) رکھو۔(2)

کچے بچے کا بھی نام رکھیں:

اپنے بچوں کا نام رکھنا اتنا اہم اوت ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ

جو کمزور بچے اپنی والدہ کے پیٹ (رحم) میں ہی ضائع ہو جائیں (جسکو وضعِ حمل بھی کہتے ہیں) ان کچے بچوں کا بھی اسلام و شریعت میں تاکید سے نام رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے:

چنانچہ حضرتِ سیّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (مفہوم)

تم اپنے اس بچے کا نام بھی رکھ لیا کرو جو کچا فوت ہوا ہو، کہ یہ کچے بچے تمہارے پیش رَو ہیں۔ (3)

1: سبکی، تاج الدین، عبد الوہاب بن علی، جمع الجوامع، ۳/۲۸۵، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، حدیث: ۸۸۷۵۔

کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو مبارکباد دینے کے بعد والدین سے عموماً یہی سوال ہوتا ہے کہ نام کیا رکھا؟ بسا اوقات بچے کا والد اپنے دوست احباب اور رشتے داروں سے پوچھتا دکھائی دیتا ہے کہ نام کیا رکھیں؟ نام کیسا ہونا چاہئے؟ نام کون رکھے؟ کونسا نام رکھنا افضل ہے؟ کونسے نام رکھنا جائز ہے؟ کسی کا نام بگاڑنا کیسا؟ کنیت کسے کہتے ہیں؟ کنیت رکھنے کی کیا اہمیت ہے؟ لقب کیا ہوتا ہے؟ زیرِ نظر کتاب "نام رکھنے کے احکام" (جس کا نام شیخ طریقت امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے عطا فرمایا ہے) اس کتاب میں اسی نوعیت کی معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، بچوں اور بچیوں کے نام رکھنے کے لئے 538 اچھے ناموں کی فہرس بھی شاملِ کتاب ہے۔اس کتاب کو خوب سمجھ کر کم از کم تین مرتبہ پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

2: سجستانی، ابوداود، سلیمان بن اشعث، علامہ "سنن ابن ماجہ"، دارالکتب العلمیہ بیروت، 2008ء، کتاب الادب، باب في تغيير الاسماء، ۴/۳۷۴، حدیث: ۴۹۴۸۔

3: علی متقی بن حسام الدین، شیخ، کنز العمال، کتاب الفضائل، دارالفکر بیروت 2011ء، کتاب النکاح، الباب السابع، الجزء۱۶، ۸/۱۷۵، حدیث: ۴۵۲۰۶۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں تو یہاں تک فرمانِ نبوی ﷺ ملتا ہے کہ :

کچے بچے کا نام نہ رکھا جائے تو اس صورت میں وہ کچہ بچہ بارگاہِ الٰہی میں اپنے ماں باپ کی شکایت کرے گا کہ میرا تو اچھا نام بھی نہیں رکھا گیا اور میں ضائع ہو گیا۔

چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے تاجدارِ مدینہ کو کہتے سنا:

اپنے پیدا ہونے والے بچے کا نام ضرور رکھیں، کیونکہ اللہ آپ کے پیمانے (نامہ اعمال) پر بہت زیادہ وزن کرے گا۔ جنین قیامت کے دن شکایت کرے گا کہ اے اللہ میرے باپ نے میرا نام نہ لے کر مجھے کھو دیا۔ (1)

"سِقط" یعنی کچے بچے کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں: عربی میں "سِقط" وہ بچہ کہلاتا ہے جو چھ ماہ پورے ہونے سے پہلے شِکمِ مادر (یعنی ماں کے پیٹ) سے خارج ہو جائے۔ (2)

دینِ اسلام میں جس طرح ایک مسلمان کے لئے نام کی اہمیت ہے اور اچھے نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح کُنْیَت بھی اہمیت کی حامل ہے اور مسلمان کو کُنیَت سے پکارنے کی ترغیب دلائی گئی ہے،

چنانچہ

حضرتِ سیِّدُنا حَنْظَلَہ بن حِذْیَم رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں:

محبوبِ ربِّ ذوالجلال، صاحبِ جود و نَوال صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ

کسی شخص کو اس کے محبوب نام اور کُنیَت سے بلایا جائے ۔(3)

نام رکھنے کے آداب

افضل یہ ہے کہ

ساتویں دن بچے کا عقیقہ کر کے اس کا نام رکھنا ضروری ہے اور عقیقہ سے پہلے بھی بچے کا نام رکھنا جائز ہے۔(4)،

حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن شعیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے: (مفہوم)

جب بچے کی پیدائش کو سات دن ہو جائیں تو تب تک حضور ﷺ نے اسکا کوئی اچھا سا نام تجویز کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔(5)

نام کون رکھے گا؟

والد کی عام طور پہ نام رکھنے کی ذمہ داری ہوتی ہے،

سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا: (مفہوم)

ایک باپ کا اپنی اولاد پہ یہ بنیادی حق ہے کی اپنے بچے کا اچھا نام تجویز کرے اور اچھے آداب سکھائے ۔ (6)

حضرت علامہ عبد الرؤف مُناوی اس حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ :

حضور ﷺ کا اپنی امت کو اچھا نام رکھنے کی تاکید اس لئے ہے کہ

1: کنز العمال، کتاب النکاح، الباب السابع، جزء ۱۶، ص ۱۷۵، حدیث: ۴۵۲۰۷۔

2: نعیمی، احمد یار خان، مفتی "مرآۃ المناجیح"، نعیمی کتب خان لاہور 2011، ۵۱۹/۲۔

3: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۳۳۸/۱۴۔۳۳۹، حدیث: ۱۰۹۰۵۔

14و: امجدی، محمد شریف الحق، نزھۃ القاری، فرید بک اسٹال لاہور 2011ء، ۴۳۰/۵۔

5: ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن سورہ، علامہ "سننِ ترمذی"، دار البراق مصر 2011ء، کتاب الادب، باب ماجاء فی تعجیل اسم المولود، ۳۸۰/۴، حدیث: ۲۸۴۱۔

6: بیہقی، احمد بن الحسین، امام، شعب الایمان، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2008ء، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۴۰۰/۶، حدیث: ۸۶۵۸۔

یہ ایک شخص کے نام کی طرح ہے، کیونکہ نام ایک شخص کے جسم اور شخصیت کا عکاس ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نام کا یہ نظام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نام اور عمل میں اچھی ہم آہنگی ہو۔ نام اور شخصیت ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ (1)

حضرتِ علامہ مولانا مفتی احمد یار خان اِس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

اچھے نام کی تاثیر اسکی زات پہ پڑتی ہے، اور اچھے نام کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نام جس کا معنیٰ پایا جائے۔ جیسے بُدھوا، تلوا وغیرہ اور فخر و تکبر نہ پایا جائے جیسے بادشاہ، شہنشاہ وغیرہ اور نہ بُرے معنی ہوں جیسے عاصی وغیرہ۔

بہتر یہ ہے کہ

انبیاء کے نام، صحابہ کرام کے نام، اہلِ بیت کے ناموں پہ اپنے بچوں کے نام رکھے جائیں کہ انکے نام نہایت پیارے اور خوبصورت معانی والے ہیں، نیز انکی زات سے بھی نیک فالی تصور کی جاتی ہے کہ یہ ہستیاں خود بھی قابل عزت و احترام ہیں،

جیسے حُسین و حَسَن،

ابراہیم و اسمٰعیل،

عثمان،

علی،

مرتضیٰ،

عمر

عتیق وغیرہ۔۔۔

عورتوں کے نام

آسیہ،

فاطمہ،

عائشہ وغیرہ اور

جس بھی شخص نے اپنے بچے کا نام محمد رکھا اسکی بخشش کی خوشخبری دی گئی۔۔ (2)

آج کل نام رکھنے کا انداز:

آج کل کے دور میں خاص طور پہ جب کسی میاں بیوی کے ہاں پہلی اولاد ہو تو رشتہ دار و احباب میں نانی، دادی، چچی اور پھپھو وغیرہ کی جانب سے پیش قدمی ملتی ہے کہ اسکا نام ہم رکھیں گے۔ اگر والد اس نام سے متفق ہو تو اس میں حرج نہیں کہ پہلا حق نام رکھنے کا والد کو ہی ہے۔

لیکن اہم بات یہ ہے کہ

ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ دینی معلومات کی کمی اور نام کے معانی کا پتہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسے بھی نام نام رکھے جاتے ہیں جن کے معانی یا تو بنتے ہیں نہیں، یا بُرے معانی بنتے ہیں، تو ایسے ناموں سے پرہیز کیا جائے تو اچھے ناموں میں بدل دینا چاہیئے۔

ہمارے ہاں والدین کی یہ خواہش تو ہوتی ہے کہ ہمارے بچے کا نام اچھا ہو مگر اچھے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس نام کے معانی بھی اچھے ہوں یہ ضروری نہیں، اسکے لیے لازمی کسی لغت دان یا کسی عالم دین کی راہنمائی لی جائے جو نام کے صحیح معانی آپ کو بتا سکے۔

بعض لوگوں کے ایسے نام بھی ہوتے ہیں جن کا ذکر کسی زبان کی کسی کتاب میں نہیں ہوتا جو کہ صریحاً درست نہیں۔۔

1: مناوی، عبد الرؤف، مولانا "فیض القدیر"، دار الکتب البراق للطالبین مصر 2008ء،، ۵۲۲/۳، تحت الحدیث: ۳۷۴۵۔

2: نعیمی، احمد یار خان، مفتی "مرآۃ المناجیح"، نعیمی کتب خان لاہور 2011، ۳۰/۵۔

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

نام کیسا ہونا چاہئے؟

اس حوالے سے مدنی پھول عطا کرتے ہوئے حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی □ بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں:

ایک ایسا نام جس کا ذکر قرآن یا احادیث میں کہیں نہیں ہے، اور مسلمان استعمال نہیں کرتے ہیں۔اجتناب کرنا چاہیے۔۔(1)

مَدنی مشورہ ہے کہ والدیا رشتہ دار بچے کا جو بھی نام منتخب کریں پہلے اس کے بارے میں مفتیانِ کرام یا علمائے اہلسنّت دَامَتْ فُیُوضُھُمْ سے رہنمائی لیں اور اس پر عمل بھی کریں۔(2)

کہیں حبِّ جاہ تو نہیں؟

کبھی کبھی ہم ایسا نام بھی تلاش کرتے ہیں جسے گھر، خاندان یا محلے میں کوئی نہیں جانتا ہو، جس نے بھی اسے سنا تھا، وہ فوراً کہتا تھا کہ یہ نام پہلی بار تھا۔یہ الفاظ سن کر وہ جو نام رکھتا ہے وہ پھولے نہیں سماتا، لیکن ان لوگوں کو ایک لمحے کے لیے سوچنا چاہیے کہ کیا یہ حب جاہ کی بیماری کا نتیجہ نہیں ہے؟

نام رکھتے وَقْت اچھی اچھی نِیَّتیں کر لیجئے

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے:

((نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ))(3)

ترجمہ(مفہوم):"ایک مومن کی اچھی نیّت اس کے اچھے و نیک عمل سے کئی درجہ بہترین ہے ۔

دو اہم نکات:

{۱} جب تک کسی کی کام کرنے سے پہلے اچّھی نیّت نہ ہو تب تک کسی بھی عملِ خیر کا ثواب حاصل نہیں ہو گا۔

{۲} خیر کی نیّتیں جتنی ہو نگی اتنا اسکا ثواب بھی زیادہ ہو گا۔

کوئی بھی جائز کام اچھی نیت سے کیا جائے تو اس کا بھی ثواب ملتا ہے، لہٰذا ایک دم نام رکھ دینے کے بجائے پہلے حسب حال نیّتیں کر لینی چاہئیں، مثلاً

☆شریعت کے مطابق جائز نام رکھوں گا،

☆احادیث واقوالِ بزرگانِ دین میں جن اچھے ناموں کا ذکر ملتا ہے توان پہ اپناؤں گا۔

☆نسبت کی برکتیں لینے کے لئے انبیاء کرام، صحابہ کرام اور دیگر بُزرگانِ دین کے نام پر نام رکھوں گا ۔

☆نام کے حتمی اِنتخاب کے لئے علمائے کرام سے مشورہ کرلوں گا۔

اللہ پاک کو کونسے نام زیادہ پسند ہیں؟

اللہ پاک کے ہاں تمام ناموں میں سے سب سے افضل نام **عبداللہ** اور عبدالرحمن ہیں۔

تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”عبداللہ اور عبدالرحمان تمارے ناموں میں سے زیادہ اللہ پاک کے ہاں پسندیدہ نام ہیں۔“**(4)**

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی □ تحریر فرماتے ہیں کہ:

1: اعظمی، امجد علی، مفتی، بہار شریعت، مکتبۃ المدینہ کراچی 2001ء، ۶۰۳/۳۔

2: اپنے شرعی مسائل کے حل کے لئے دارالافتاء اہلسنّت کے ان نمبر زپر بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے: 5-03000220112(وقت صبح 10تا4بجے تک، 1سے 2بجے تک وقفہ برائے نماز وطعام اور جمعہ کے دن تعطیل ہے۔

3: طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، علامہ "المعجم الکبیر للطبرانی"، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2010ء، ۱۸۵/۶، حدیث: ۵۹۴۲۔

4: قشیری، مسلم بن حجاج، علامہ "صحیح مسلم"، دار عالم الکتب-الریاض، 1417ھ، کتاب الآداب، باب النھی عن التکني بابی القاسم۔۔۔الخ، ص۱۱۷۸، حدیث: ۲۔(۲۱۳۲)۔

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

عبداللہ نام ان دونوں کے درمیان زیادہ قابل احترام ہے، کیونکہ عبدہ کا اضافہ "اللہ "(یعنی خدا کا نام) ہے۔ان میں (یعنی عبداللہ اور عبدالرحمٰن) ایسے نام ہیں جو بندوں کی کائنات کے حوالے سے دوسری خصوصیات کے حامل ہیں، جیسے عبدالخالق وغیرہ۔۔ (1)

اسماءِالٰہیہ کے ساتھ نام رکھنے کے مدنی پھول:

خدا کے نام دو قسم کے ہیں:

1)زات کے خاص نام۔۔اور

2)صفاتی نام۔۔۔،

ذاتی نام صرف "خدا" ہے۔یہ ذاتی نام بطور شخص رکھنا جائز نہیں۔۔

پھر ان مذکورہ صفاتی ناموں کی اسلامیات میں دو اقسام نظر آتی ہیں :

{1} جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ خاص ہیں،

مثلاً :

رحمٰن (ہمیشہ رحم فرمانے والا)،

قُدُّوس (بڑا پاک)،

قَیُّوْم (از خود ہمیشہ قائم رہنے والی ذات) وغیرہ،

لیکن یہاں معلوم ہو کہ اگر یہ نام **عبد** کی اِضافت کے ساتھ ہوں تو حرج بالکل بھی نہیں ہو گا،

مثلاً عبدالقُدُّوس ، عبدالقَیُّوم توجائز ہے۔

جو نام اللہ عزوجل کے ساتھ خاص نہیں ہیں،

مثلاً:

علی،

رَشید،

کبیر، بدیع وغیرہ،

یہ نام **عبد** کی اضافت اوراس کے بغیر رکھنا بھی جائز ہے،

البتہ اگرایسے نام رکھ لیں تو ایک بات دھیان میں بٹھا لینی چاہئے کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان کے ہی لائق ہیں ان ناموں کے وہ معنی مرادنہ لئے جائیں،

مثلاً:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا "رشید، کبیر" ہونا ذاتی ہے اور مخلوق کے اندر یہ معنیٰ **عطائی** ہیں۔

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولانامفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ **بہارِ شریعت** جلد 3حصہ 16 صفْحَہ602 میں فرماتے ہیں:

خدا کے ایسے نام ہیں جن کا ذکر کسی انسان کیلئے اطلاق بناء کسی حرج کے کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ ان کے معانی سے اللہ پاک والے نام کے معانی مراد بالکل بھی نہیں۔۔تو یہ نام رکھنا بھی جائزاور الف لام کے ساتھ رکھنا بھی جائز ہے۔

مثلًا

1: اعظمی، امجد علی، مفتی، بہار شریعت، مکتبۃالمدینہ کراچی 2001ء، ۳/۶۰۱۔

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

العلی، الرَّشید ۔ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے، لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے

۔

خصوصاً جب کہ

اگر نام عبد کو خدا کے نام کے ساتھ ملایا جائے تو بہت اچھا ہے، مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز نام۔ اگر عمداً تصغیر کے معنی لئے تو تو کفر ہو گا، کیونکہ یہ اس شخص کی توہین نہیں، بلکہ خدا کی توہین ہے، لیکن یقیناً یہ لوگوں اور جاہلوں کی نیت نہیں ہے۔،

اِسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ اِحتمال (گمان) ہو۔ (1)

"جبار" نام تبدیل کر کے "عبدالجبار" رکھا

حضرتِ سیّدنا عبدالجبار بن حارِث رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پہلا نام "جبار بن حارِث۔" تھا، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سلَّم نے فرمایا:

تم " عَبْدُ الْجَبَّار "زبردست قدرت والے کے بندے (ہو۔(2)

لوگوں کے بُرے نام رکھنا:

مولانا شاہ امام احمد رضا خان فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 204 پر لکھتے ہیں:

کسی کو چاہے مسلمان ہو یا کافر، بغیر شرعی ضرورت کے، ایسے الفاظ اور ناموں سے پکارنا جن سے اس کا دل ٹوٹ جائے اور اسے تکلیف پہنچے۔ اگر بات کرنے والے کے نقطہ نظر سے یہ بات اپنے آپ میں درست ہو تب بھی نقصان ہوتا ہے اور فائدہ ضائع ہوتا ہے۔،

فَإِنَّ كُلَّ حَقٍّ صِدْقٌ وَلَيْسَ كُلُّ صِدْقٍ حَقًّا (3)

ترجمہ:"بے شک، تمام سچائی سچ ہے، لیکن ضروری نہیں کہ تمام سچائیاں سچ ہوں۔"

لہٰذا جس کا کوئی نام ہو اسے اس نام سے پکارنا چاہیے اور الٹا براہ راست نہیں پکارنا چاہیے، مثلاً۔ لبو، ٹھنگو، کالو وغیرہ ایسے نام رکھنے یا رکھنے سے عموماً درد ہوتا ہے۔ اس سے دل اور دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بات اسے بھی پریشان کرتی ہے، لیکن اسے فون کرنے والا جان بوجھ کر اسے تفریح اور تفریح کے لیے بار بار بلاتا ہے۔

جو بھی ایسا کرے گا اسے سزا ملنی چاہیے کیونکہ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ-بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ ﴾۔(4)

ترجمہ: بُرے نام رکھ کر اپنی توہین نہ کرو۔

مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

(یعنی ایسا نام) جو انہیں ناگوار لگتا ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اگر کوئی شخص کسی برائی پر توبہ کرتا ہے تو اس کے لیے توبہ کے بعد اس برائی کا الزام لگانا حرام نہیں ہے۔

بعض علماء نے فرمایا: مسلمان کو کتا، گدھا یا سور کہنا بھی اسی کا حصہ ہے۔

بعض علماء نے کہا: یہ وہ القاب ہیں جو مسلمان کو برائی پہنچاتے ہیں اور اس کو ناراض کرتے ہیں، لیکن تعریف کے حقیقی القابات حرام نہیں ہیں، جیسے کہ حضرت ابو بکر عتیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے القاب۔ (سیدھا) اور جھوٹ بولنے اور ذوالنورین میں فرق کرنے والا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (دو نوروں کے

1: شامی، محمد امین ابن عابدین، دُرِّ مختار ورَدُّ المُحتار، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2008، ۹/۶۸۸۔

2:۔ جزری، علی بن محمد، اسد الغابۃ، ۱/۳۸۷، شبیر برادرز 2012ء۔، رقم:٦٦٢۔

3: فاضلِ بریلی، احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ ۲۳، رضا فاؤنڈیشن لاہور 2011ء، ۲۰۴/۔

4: الحجرات:۱۱۔

ساتھ)، حضرت ابو تراب (مٹی کے ساتھ) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا، اور یہ علم کے القابات میں سے ہیں۔(یعنی کنیت کے مالک کے لیے نام اور کنیت ناگوار نہیں ہے، اور ایسی کنیت بھی حرام نہیں ہے، جیسے اماش (بینائی سے محروم)، عرج (لنگڑا)۔

پس اے مسلمانو، کسی مسلمان کا مذاق اڑانے، اسے بدنام کرکے یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ پر الزام نہ لگائیں۔(1)

فرشتے لعنت کرتے ہیں:

اسے حضرت سید نعیم بن سعد نے روایت کیا ہے۔

حضور نے فرمایا۔

(مفہوم) جو شخص کسی کو دوسرے نام سے پکارے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجیں گے۔(2)

یعنی کسی بھی شخص کو کسی بھی ایسے بُرے لقب سے ہرگز مت پکارو جو اُسے برا لگے۔(3)

کسی کو بیوقوف یا اُلّو کہنے کا حق کسی کو نہیں:

مولانا امام احمد رضا خان سے پوچھا:

کوئی شخص کسی عالم یا کسی اور کی بات کو رد کرتا ہے، یا کہتا ہے کہ وہ "احمق" ہے، کچھ نہیں جانتا، اور "اُلّو" ہے، اس شخص کا کیا حکم ہے؟

اس نے جواب دیا:

کسی مسلمان کو بغیر کسی جائز وجہ کے ایسے الفاظ سے یاد کرنا کسی مسلمان کو ناحق نقصان پہنچانے کے مترادف ہے، اور کسی مسلمان کو ناحق نقصان پہنچانا اسلامی شریعت میں حرام ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہ))(4)

جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا پہنچائی اس نے مجھے نقصان پہنچایا اور جس نے مجھے نقصان پہنچایا اس نے خدا کو نقصان پہنچایا۔

پھر علمائے دین کی عزت بہت بلند اور بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ

((ثَلٰثَۃٌ لَایَسْتَخِفُّ بِحَقِّھِمْ اِلَّامُنَافِقٌ ذُوالشَّیْبَۃِ فِی الْاِسْلَامِ وَذُوالْعِلْمِ وَاِمَامٌ مُقْسِطٌ،))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین لوگ جن سے برا پیش آنے والا صرف منافق ہی ہوگا: {ایک} اسلام میں شیخ، {دوسرا} عالم اور {تیسرا} اسلام کا صالح بادشاہ۔(5)

تو شرعاً ایسا کرنے والا حاکم وقت کی جانب سے تعزیر کا حقدار ہے۔ (6)

محبت بھرے نام سے پکارنا:

ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صحابہ کرام یا ازواج مطہرات کے ناموں کو محبت کے ساتھ مخفف فرماتے تھے (لیکن اس میں ایک خوبصورتی بھی تھی جو سامنے والے کو متاثر کر دیتی تھی)۔

کچھ مثالیں دیکھیں:

1: مراد آبادی، نعیم الدین، خزائن العرفان، مکتبۃ المدینہ کراچی 2012ء، ص ۹۵۰۔

2: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبہ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۲۳/۷، حدیث: ۲۰۶۱۲۔

3: زین الدین محمد المدعو، التیسیر شرح الجامع الصغیر، دار الفکر بیروت 2008ء، حرف المیم، تحت الحدیث: ۲۰۶۱۲، ۴۱۶/۲۔

4: طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، علامہ "المعجم الاوسط"، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2010ء، ۳۸۷/۲، حدیث: ۳۶۰۷۔

5: طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، علامہ "المعجم الکبیر للطبرانی"، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2010ء، ۲۰۲/۸، حدیث: ۷۸۱۹۔

6: بریلوی، احمد رضا خان، اعلیحضرت، علامہ، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور 2011ء، ۶۴۴/۱۳۔

☆حضرتِ سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یا عُثَیْم (1)

☆حضرتِ سیّدُنا اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یَا أُنَیس (2)

اور یَا ذَا الْأُذُنَین (یعنی اے دو کانوں والے) (3)

☆حضرتِ سیّدُنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یا جُوَیْبَر (4)

اور یَا جُبَیر (5)

☆حضرتِ سیّدُنا مقدام رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یَا قُدَیم (6)

☆ حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو یا عائِش (7)

اور **شُقَیْرَاء** (گہرے بھورے رنگ والی) (8)

اور **حُمَیْرَاء** (سُرخ رنگ والی) (9)

اور یا عُوَیْش! (10)

☆حضرتِ سیّدَتُنا زینب بنت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو یَا زُوَیْنَب (11) کہہ کر پُکارا۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہمیں اس سلسلے میں بہت محتاط رہنا چاہیے تاکہ ہمارے سامنے والا شخص اس نام کو پسند نہ کرے جسے ہم پیارا سمجھتے ہوں، لیکن اس میں شائستگی یا شائستگی سے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہو، اور کبھی کبھی ہمارا انداز ناگوار ہوتا ہے۔ یہ بھی سبب بن سکتا ہے، اس لیے احتیاط کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔

بُرے نام کا اثر:

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے کسی سے اس نام کے بارے میں پوچھا:

اس نے کہا: میرا نام جمرہ ہے۔

فرمایا: کس کا بیٹا؟

انہوں نے کہا: ابن شہاب (آگ) کی سند سے۔

اس نے کہا: وہ کن لوگوں سے آتا ہے؟؟

اس نے کہا: حرقہ سے۔

1: قاضی، محمد بن سلامہ، ابو عبداللہ، مسند الشھاب، شبیر برادرز لاہور 2011ء۔ ۱۰/۱۰۱، حدیث: ۲۶۱۹۰۔

2: قشیری، مسلم بن حجاج، علامہ "صحیح مسلم"، دار عالم الکتب-الریاض، 1417ھ۔ ص ۱۲۶۴، حدیث: ۲۳۰۹۔

3: ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن سورہ، علامہ "سننِ ترمذی"، دار البراق مصر 2011ء، ۳/۳۹۹، حدیث: ۱۹۹۸۔

4: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۱۴/۲۰۸، حدیث: ۱۰۱۸۹۔

5: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۱۴/۲۰۹، حدیث: ۱۰۲۰۰۔

6: سجستانی، ابو داود، سلیمان بن اشعث، علامہ "سنن ابن ماجہ"، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2008ء، ۳/۱۸۳، حدیث: ۲۹۳۳۔

7: بخاری، محمد بن اسماعیل "صحیح بخاری"، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2009ء، ۲/۵۵۱، حدیث: ۳۷۶۸۔

8: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۳/۱۳۵، حدیث: ۷۸۲۳۔

9: ہیثمی، علی ابن ابو بکر، مجمع الزوائد، دار التب العلمیہ بیروت، 2008ء، ۸/۶۴۔۶۳، رقم: ۴۱۲۸۔

10: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۵/۴۴۵، حدیث: ۱۶۳۸۰۔

11: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۵/۴۸۹، حدیث: ۱۶۸۳۵۔

فرمایا: تمہارا وطن اور وطن کہاں ہے اور کس جگہ ہے؟

فرمایا: جہنم کی گرمی میں۔

اس نے کہا: کہاں؟ فرمایا: اسی وقت

اس نے کہا: وہ سب جل گئے جب انہوں نے اپنے گھر والوں سے خبر سنی، اور ایسا ہی ہوا۔

جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یعنی آپ نے سارے خاندان کو جلایا ہوا پایا)۔(1)

اچھے نام والے سے کام لیا:

ایک دن، علم کے مالک، نور کے مالک، خدا آپ کو سلامت رکھے، ایک اونٹ کو بلوایا اور کہا:

اسے کون دودھ پلائے گا؟

ایک شخص نے شکایت کی: میں۔

حضور ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

فرمایا: مرہ (کڑوا)۔ حضور ﷺ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔

کوئی اور کھڑا ہو گیا۔ جب اس سے اس کا نام پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا: "جمرہ" (یعنی انگارا)۔ اس نے اسے بھی بیٹھنے کو کہا۔

اب ہمارے آقا یش الغفاری رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور پوچھنے پر فرمایا کہ اس کا نام یاش ہے (یعنی زندہ رہنے والا) اور کہا گیا: تم اونٹنی کا علاج کرو (جس کا مطلب ہے دودھ نچوڑنا)۔(2).

قاضی سلیمان بن خلف الباجی علیہ رحمۃُ اللہِ الہادی فرماتے ہیں:

نبی پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دو افراد کو اونٹنی کا دودھ دوہنے سے روک دیا اور یَعِیْش نام کے شخص کو اس کی اجازت عطا فرمائی تو یہ بدشگونی کے باب سے نہیں ہے یہ تو صرف نام کو اچھا یا برا جاننے کے معنی میں ہے ۔ اچھے نام کو ترجیح دینا ایسا ہے جیسے خوبصورت عورت کو بدصورت پر، گندے کپڑوں پر پاکیزہ لباس کو ترجیح دینا اور جمعہ اور عیدین کے دن اچھی صورت اور اچھی خوشبو کو ترجیح دینا۔ وہ زینت کو جائز قرار دیتا ہے اور ناموں اور اس طرح کے امتیاز کو پسند کرتا ہے۔(3)

نام تبدیل فرمادیا کرتے:

کثیر احادیث سے ثابت ہے کہ

حضورِ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت سے نام تبدیل فرمادیئے،

چنانچہ

حضرت سیِّدُنا عُتبہ بن عبد رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں :

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور اسکا نام حضور ﷺ کو اچھا نہ لگتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بدل دیتے تھے۔(4)

عظیم محدّث حضرتِ امام ابوداؤد رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں :

سرکارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے

1: قاضی، محمد بن سلامہ، ابو عبداللہ، مسند الشہاب، شبیر برادرز لاہور 2011ء، کتاب الاستئذان، باب ما یکرہ من الاسماء، ۲/۴۵۴، حدیث: ۱۸۷۱۔

2: طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، علامہ "المعجم الکبیر للطبرانی"، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2010ء، ۲۲/۲۷۷، حدیث: ۷۱۰۔

3: عینی، محمود بن احمد، بدرالدین، عمدۃ القاری، دار الکتب العلمیہ بیروت 2007ء، ۹/۴۵۷، ملخصًا۔

4: سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبۃ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، ۵/۴۲۱، حدیث: ۱۶۱۵۱۔

عربی زبان کانام:"عَاص"(جسکا معنٰی ہے: گنہگار)،

عربی زبان کانام:" عَزِیْز "(جسکا معنٰی ہے: غالب،طاقتور) ،

عربی زبان کانام:" عَتَلَۃ"(جسکا معنٰی ہے: شدت اور سختی) ،

عربی زبان کانام:" شَیْطَان"(جسکا معنٰی ہے: ہلاک ہونے والا، بھلائی سے دور) ،

عربی زبان کانام:" حَکَم"(جسکا معنٰی ہے: دائمی حکومت والا)،

عربی زبان کانام:" غُرَاب"(جسکا معنٰی ہے: کوا،دور نکل جانے والا)

عربی زبان کانام:"حُبَاب"(جسکا معنٰی ہے: شیطان کانام،سانپ کی ایک قسم)

کے نام تبدیل فرما دیئے ، شِہَاب(آگ کا شعلہ) کا نام ھِشَام(سخاوت)، حَرْب(جنگ) کا نام سَلْم(صلح)اورمُضْطَجِع(لیٹنے والا) کانام مُنْبَعِث(اٹھنے والا)رکھا۔ (1)

علامہ مولانامفتی احمد یار خان ◻ اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں :

کیونکہ عَاص مخفَّف ہے عاصی کا، جس کے معنٰی ہیں گنہگار، اِطاعتِ اِلٰہی سے علٰیحدہ، یہ مؤمن کی شان نہیں، مؤمن اِطاعت شِعار ہوتا ہے ۔ عَتَلَہ بنا ہے عَتْلٌ سے بمعنٰی سختی، شدّت،

رب تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ فرماتاہے:

﴿ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ(١٣)﴾ (2)

ترجمہ کنزالایمان: درشت خُواس سب پر طُرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

اب ایک مضبوط اوزار کو عَتَلَہ کہتے ہیں جس سے دیوار وغیرہ کھودی جاوے (یعنی کدال) مسلمان سخت نہیں ہوتا، نیز عَزِیْز اَسماءِالٰہیہ میں سے ہے، عزت سے بنا ہے، مسلمان میں فروتنی عجز و نیاز چاہیے ۔ شَیْطَان لقب ہے ابلیس کا، بنا ہے شَیْطٌ سے بمعنٰی جلنا، ہلاک ہونا یا شَطْنٌ سے بمعنٰی بھلائی سے دوری۔

حَکَم صفتِ مشبّہ حکومت یا حُکم کا بمعنٰی دائمی حکومت والا، یہ رب تَعَالٰی عَزَّوَجَلّ کی صفت ہے ۔ غُرَاب بنا ہے غُرْبٌ سے بمعنٰی دُوری، یہ نام ہے کوے کا کہ وہ بہت دور نکل جاتا ہے ۔ حُبَاب شیطان کا نام بھی ہے اور ایک قسم کے سانپ کو بھی کہتے ہیں لہٰذا یہ نام بھی منحوس ہے اور شِہَاب آگ کے شعلہ کو بھی کہتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے تارے کو بھی جس سے شیاطین کو بھی مارا جاتا ہے مگر یہاں ''مرقات'' نے فرمایا کہ اگر شہاب کو دین کی طرف مضاف کر دیا جائے اور نام ہو شِہَابُ الدِّیْن تو کراہت قطعًا نہیں بلاکراہت جائز ہے (3)،

کہ اب یہ فاسد معنی نکل گئے (اور معنی ہوگئے) چمکدار، لہٰذا کراہت نہ رہی۔ (4)

بُرے نام کو بدل دیتے:

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ

رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم بُرے نام کو بدل دیتے تھے ۔(5)

علامہ مولانامفتی احمد یار خان ◻ اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں :

1: سجستانی،ابوداود، سلیمان بن اشعث، علامہ "سنن ابن ماجہ"، دارالکتب العلمیہ بیروت،2008ء، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح، ۳۷۶/۴، تحت الحدیث:۴۹۵۶۔

2: القلم: ۱۳۔

3: عینی، محمود بن احمد، بدرالدین، عمدۃ القاری، دارالکتب العلمیہ بیروت 2007ء،۵۳۰/۸۔

4: نعیمی، احمد یار خان، مفتی "مرأۃ المناجیح"، نعیمی کتب خان لاہور 2011،۴۲۱/۶۔

5: ترمذی، ابوعیسیٰ، محمد بن سورہ، علامہ "سننِ ترمذی"، دارالبراق مصر 2011ء، کتاب الادب، باب ماجاء في تغییر الاسماء، ۳۸۲/۴، حدیث:۲۸۴۸۔

یعنی حضور ﷺ لوگوں، جانوروں، حتیٰ کہ شہروں اور دیہاتوں کے برے ناموں کو بھی اچھے ناموں سے بدل دیتے تھے۔

چنانچہ ایک شخص کا نام تھا "اَسْوَد (یعنی کالا)" حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کا نام اَبْیَض (یعنی سفید) رکھا، مدینہ منورہ کا نام یَثْرِب (ویرانہ، خارزار) تھا حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کا نام مدینہ (جمع ہونے کی جگہ)، طَیِّبَہ (بہتر مٹی والا شہر، آفات سے محفوظ شہر)، اَ بْطَح (کشادہ جگہ جہاں سے سیلاب کا پانی گزرتا ہو)، بَطْحَہ (کشادہ زمین) وغیرہ رکھے ۔ کفار کے لئے برعکس عمل تھا۔

چنانچہ

"اَ بُو الْحَکَم" (دانائی والا) نام تھا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے "ابوجہل" (جہالت والا) رکھا۔ (1)

وہ بعض نام جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و سَلَّمَ نے تبدیل فرمادیئے

{۱} ایک صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے جن کے چہرے پر زخم کا نشان تھا، رسولِ ثَقَلَین، سلطانِ کونَین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم نے ان سے نام پوچھا۔

انہوں نے عَرض کی: مُنْذِرْ (ڈرانے والا) - فرمایا: تم اَشَج (زخمی پیشانی والا) ہو۔ (2)

{۲} حضرتِ سیِّدُنا بَشِیْر بِن خَصَاصِیَّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام "زَحْم" (رکاوٹ ڈالنے والا) تھا، بَشِیْر (خوشخبری دینے والا) نام رکھا۔ (3)

{۳} حضرتِ سیِّدُنا سَرَاج رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام فَتْح (کامیابی) تھا، بدل کر سراج (چراغ) رکھا۔ (4)

{۴} ایک صحابی کا نام پہلے "اَسْوَد (کالے رنگ والا)" تھا، بدل کر اَبْیَضْ (گورے رنگ والا) رکھا۔ (5)

{۵} حضرتِ سیِّدُنا اَبُو الْیَمَان بِشْر یابَشِیر بِن عَقْرَبَہ جُہَنِیّ رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نام پوچھا تو عَرض کی: بَحِیْر (علم، مال میں زیادتی والا) - فرمایا: نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر (خوشخبری دینے والا) ہے ۔ (6)

{۶} حضرتِ سیِّدُنا اَبُو عِصَام بَشِیْر حَارِثِی کَعْبِیرضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام اَکْبَر (سب سے بڑا) تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم بَشِیْر (خوشخبری دینے والا) ہو۔ (7)

{۷} حضرتِ سیِّدُنا بَکْر بِن جَبَلَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام پہلے عَبْد عَمْرو (عمرو کا بندہ) تھا، رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم نے آپ کا نام بَکْر رکھا ۔ (8)

{۸} حضرتِ سیِّدُنا بَکْر بِن حَبِیْب حَنَفِی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پہلا نام بَرْبَرْ (فضول باتیں کرنے والا) تھا، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ و سَلَّم نے آپ کا نام بَرْبَرْ سے بدل کر بَکْر رکھا۔ (9)

1: نعیمی، احمد یار خان، مفتی "مرأة المناجیح"، نعیمی کتب خان لاہور 2011، ۴۲۰/۶۔

2: جزری، علی بن محمد، اسد الغابة، ۱/۳۸۷، شبیر برادرز 2012ء، ۸۹/۲، رقم: ۱۲۹۷۔

3: جزری، علی بن محمد، اسد الغابة، ۱/۳۸۷، شبیر برادرز 2012ء، ۲۸۹/۱، رقم: ۴۵۵۔

4: ابن عبد البر اندلسی، الاستیعاب، مکتبہ الاستاذ الدکتور الترکی، ۲۴۲/۲، رقم: ۱۱۳۶۔

5: سبکی، تاج الدین، عبد الوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبہ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، مسند سہل بن سعد، ۴۳۹/۱۴، حدیث: ۱۱۳۴۳۔

6: عسقلانی، ابنِ حجر، الاصابة، دار الکتب العلمیہ بیروت 2007ء، ۴۳۴/۱، رقم: ۶۷۱۔

7: جزری، علی بن محمد، اسد الغابة، ۱/۳۸۷، شبیر برادرز 2012ء، ۲۸۸/۱، رقم: ۴۵۴۔

8: سبکی، تاج الدین، عبد الوہاب بن علی، جمع الجوامع، مکتبہ الاستاذ الدکتور الترکی 2007ء، مسند بکر بن جبلة الکلبی، ۱۵۵/۱۴۔

9: عسقلانی، ابنِ حجر، الاصابة، دار الکتب العلمیہ بیروت 2007ء، ۴۵۳/۱، رقم: ۲۶۷۔